تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار — لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی: اقتدار احمد مرحوم — ۱۷ تا ۲۳ دسمبر ۹۸ء — مدیر: حافظ عاکف سعید

قرآن ــــ تحفۂ رحمان

ابوالبیان حماد

دنیا کے لئے تحفۂ رحمان ہے قرآن — تبیان ہے، فرقان ہے، برہان ہے قرآن

ہر چیز نہ کیوں اس پہ لٹا دوں میں خوشی سے — دل میرا، مری جاں، مرا ایمان ہے قرآن

واللہ خزاں جس پہ کبھی آ نہیں سکتی — لاریب وہ شاداب گلستان ہے قرآن

اکسیر ہدایت ہے وہ رحمت ہے شفا ہے — انسان کے دکھ درد کا درمان ہے قرآن

یہ شوکت الفاظ یہ تاثیر معانی — سرچشمۂ انوار و در افشان ہے قرآن

گہرائی بھی گیرائی بھی ہے اس میں کشش بھی — اللہ کی رحمت کا وہ داماں ہے قرآن

اعمال کا معیار، عقائد کی کسوٹی — انسان کے کردار کی میزان ہے قرآن

قرآں کو سمجھنا کوئی دشوار نہیں ہے — یہ سچ ہے، حقیقت ہے، کہ آسان ہے قرآن

اللہ کے بندوں نے جو اللہ سے باندھا — وہ عہد وفا اور وہ پیمان ہے قرآن

قرآں کا مقصود ہے تذکیر و نصیحت — ارشاد و ہدیٰ کا سرو سامان ہے قرآن

ہر مرحلۂ شوق میں ہر راہ گزر میں — فانوسِ یقیں مشعل عرفان ہے قرآن

اللہ ہے قرآں کا نگہبان و محافظ — ایمانِ مسلماں کا نگہبان ہے قرآن

طے کرتا ہے وہ جادۂ حق جس کی ضیاء میں — انسان کے لئے شمع فروزاں ہے قرآن

حماد زمانے کے مصائب کا مداوا

قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن

اداریہ

حافظ عاکف سعید

بلاسود اسلامی بینکاری نظام ۔ حکومت آخر چاہتی کیا ہے؟

موجودہ حکومت کو برسراقتدار آئے دو سال ہونے کو آئے ہیں۔ میاں نواز شریف کے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالنے کے فوراً بعد تنظیم اسلامی اور اس کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے پاکستان کے دستور کو منافقت سے پاک کر کے اسے مکمل اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور سودی معیشت کے خاتمے پر مبنی ایک مطالباتی مہم کا آغاز بڑے پیانے پر کیا تھا۔ میاں نواز شریف صاحب سے ذاتی ملاقاتوں میں بھی جن کا آغاز خود میاں صاحب اور ان کے والد بزرگوار کی جانب سے ہوا تھا' امیر محترم نے انہی دو نکات پر ممکن حد تک زور دیا اور ان کی ضرورت و اہمیت اور افادیت کو مختلف اسالیب سے اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ ایسے تمام مواقع پر میاں شریف فیملی کہ جس کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے' کا رویہ نہایت مثبت اور حوصلہ افزا محسوس ہوا۔ چنانچہ امیر تنظیم اسلامی سے اس بارے میں جب بھی سوال کیا گیا انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ "میرا احساس یہ ہے کہ میاں نواز شریف ہمارے ان مطالبات کے ضمن میں مثبت قدم اٹھانا چاہتے ہیں لیکن کوئی نادیدہ ہاتھ اور بیرونی دباؤ آڑے آتا ہے"۔

حکمران جماعت کے بارے میں امیر تنظیم اسلامی کا یہ حسن ظن زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکا۔ آئین میں پے بہ پے دو ترامیم منظور کروائی گئیں لیکن ان میں قرآن و سنت کی بالادستی کا کہیں ذکر نہ تھا' بلکہ اپنے ذاتی اقتدار کے لئے خطرہ بننے والی قوتوں کو بے دست و پا کر کے محض اپنے اختیارات میں اضافہ اور اپنے اقتدار کا استحکام پیش نظر تھا ـــــ مزید برآں سودی معیشت کی بیخ کنی کی جانب کوئی قدم اٹھانے کی بجائے معیشت کے میدان میں مسلسل ایسے قدم اٹھائے گئے جو سود اور جوئے کے مزید فروغ کا باعث بنے۔ ہاں اس ضمن میں ایک مثبت کام یہ ضرور ہوا کہ راجہ ظفر الحق کی سرکردگی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جسے یہ کام سونپا گیا کہ وہ موجودہ بینکاری نظام کو سود کی آلائش سے پاک کر کے اسے اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے تفصیلی سفارشات مرتب کرے تاکہ ان کی روشنی میں موجودہ سودی معیشت کہ جو خباثت کی پوٹ ہے' سے نجات حاصل کرنے کی خاطر ٹھوس اقدامات کا آغاز کیا جا سکے ـــــ تاہم اس کے ساتھ ہی برسراقتدار فیملی کا یہ افسوسناک طرز عمل بھی سامنے آیا کہ ہمارے بار بار کے توجہ دلانے اور میاں صاحب اور ان کے والد محترم کے بار بار وعدوں کے باوجود حکومت نے سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل کو واپس لینے یا اس کی سماعت کے لئے مناسب انتظام کر کے اس معاملے کو نمٹانے کی جانب کسی قسم کی کوئی پیش رفت نہیں کی۔ بلکہ اس معاملے میں وقفے وقفے سے خود بیان جاری کر کے یا صدر پاکستان سے بیان دلوا کر کہ ہم عنقریب یہ اپیل واپس لے رہے ہیں' ٹال مٹول کا بھونڈا انداز اختیار کیا گیا۔ حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ میاں صاحب اگر سودی معیشت کے خاتمے کے ضمن میں کچھ بھی مخلص ہوتے تو کم از کم اس اپیل کی فی الفور واپسی کا اہتمام ضرور کرتے۔

سودی نظام کے خاتمے کے لئے راجہ ظفر الحق کی زیر سرکردگی قائم کی گئی کمیٹی کو مفصل سفارشات مرتب کرنے میں کم و بیش ایک سال کا عرصہ لگا۔ اس دوران جب بھی میاں نواز شریف سے سود کے خاتمے کے حوالے سے کوئی سوال یا مطالبہ کیا گیا' انہوں نے ہمیشہ مذکورہ کمیٹی کا حوالہ دیا کہ ہمیں اس کی جانب سے سفارشات کا انتظار ہے ـــــ لیکن یہ امر نہایت افسوسناک ہی نہیں ناقابل فہم بھی ہے کہ جب اس کمیٹی نے اپنا کام مکمل کر کے ایک بھرپور قابل عمل رپورٹ آج سے قریباً سات آٹھ ماہ قبل وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کر دی تو بجائے اس کے کہ کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات کو فوری طور پر نافذ کیا جاتا' اس رپورٹ کو اس طرح چھپا لیا گیا گویا کسی کی نگاہ اس پر اگر پڑ گئی تو وہ ناپاک ہو جائے گی اور ملک کے مختلف سنجیدہ طبقات کے بار بار کے مطالبے کے باوجود بھی اسے پبلک میں پیش کرنے سے گریز کی روش اپنائی گئی۔ معلوم نہیں کہ اب وہ رپورٹ کسی سرد خانے کی زینت ہے یا کسی ردی کی ٹوکری کی ـــــ حیرت اس امر پر ہے کہ کمیٹی کی اس رپورٹ کو میاں نواز شریف نے اپنے ان قریب ترین ساتھیوں کی نگاہوں سے بھی پوشیدہ رکھا جو بینکاری کے میدان میں ان کے دست راست اور معتمد ترین شمار ہوتے ہیں۔ حکمران طبقات کا یہ طرز عمل واضح طور پر ان کی بدنیتی کی نشاندہی کرتا ہے۔

دو روز قبل اخبارات میں شائع ہونے والا قانون اور انصاف کے وفاقی وزیر خالد انور کا ایک انوکھا بیان اس معاملے میں نہلے پر دہلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وفاقی وزیر فرماتے ہیں کہ "حکومت عنقریب وفاقی شرعی عدالت میں ایک پٹیشن دائر کرے گی جس میں اس سے سود سے پاک بینکاری اور جدید معاشی نظام چلانے کے لئے جامع ہدایات دینے کی درخواست کی جائے گی"۔ ـــــ حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں! ـــــ حکومت کے پاس اس ضمن میں اسلامی نظریاتی کونسل کی مفصل سفارشات موجود ہیں' راجہ ظفر الحق کی کمیٹی کی مرتب کردہ تفصیلی رپورٹ بھی موجود ہے جس کو ابھی تک کسی کی ہوا بھی نہیں لگی' لیکن ان سب کو یکسر نظرانداز کر کے اب وفاقی شرعی عدالت سے "درخواست" کی جا رہی ہے کہ وہ اس بارے میں ہماری "رہنمائی" کرے۔ یوں بھی عدالت کا اصل کام تحقیق و تفتیش اور چھان بین کرنے کے بعد فیصلہ دینے کا ہوتا ہے' نہ کہ کسی معاملے میں رہنمائی دینے اور سفارشات مرتب کرنے کا! ـــــ ہم حیران ہیں کہ حکومت اس معاملے میں عوام کو اور ملک میں موجود دین پسند طاقتوں کو بیوقوف بنانا چاہتی ہے یا معاذ اللہ' اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش میں ہے ـــــ ان سطور کی وساطت سے ہم ارباب حکومت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اتنے اہم دینی معاملے کو بازیچۂ اطفال بنا کر اللہ کے غضب کو دعوت دینے سے گریز کریں۔ ان کا اب تک کا طرز عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے خلاف جاری جنگ کو بند کرنے کی بجائے امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کی خوشنودی حاصل کرنا ان کے نزدیک مقدم بھی ہے اور اہم تر بھی! OO

احباب مطلع رہیں۔ اِن شاءاللہ اِس سال

قرآن اکیڈمی ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور میں

ماہِ رمضان کی مبارک راتوں میں نمازِ تراویح کے ساتھ

دورۂ ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی خدمت

ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیم اسلامی و صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن لاہور

خود سرانجام دیں گے ـــــ شرکت کی عام دعوت ہے

(واضح رہے کہ امیر تنظیم' امریکہ کا دورہ مختصر کر کے

17 دسمبر کو ان شاءاللہ لاہور واپس پہنچیں گے)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

امریکہ نے ہمیشہ پاکستان سے دوستی کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کیا

نواز شریف کا دورۂ امریکہ ' پاکستان اور امریکہ دونوں ممالک کے نکتۂ نظر سے ناکام ثابت ہوا ہے

حکومت اور اپوزیشن دونوں امریکی عزائم کے آگے دیوار بن جائیں

پاک امریکہ تعلقات کے موضوع پر مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

پاک امریکہ تعلقات دو چار دن کی بات نہیں نصف صدی کا قصہ ہے۔ وفاشعاری اور ہرجائی پن سے بھرپور اس داستان میں بڑے نشیب و فراز آئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان تعلقات میں نشیب ہمیشہ پاکستان کا اور فراز ہمیشہ امریکہ کا نصیب رہا۔ امریکہ نے ہمیشہ پاکستان سے دوستی کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کیا اور جب ضرورت پوری ہو گئی تو اس سے وہی سلوک کیا جو استعمال شدہ اشیاء سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں قصور سراسر ہمارا اپنا ہی ہے' خصوصاً ہمارے سیاسی رہنماؤں کا جنہوں نے قومی مفادات پر ہمیشہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کو ترجیح دی۔ ان پچاس سالوں میں پاکستان کو امریکہ نے کس کس طرح استعمال کیا اور خود ہم پاکستانیوں نے ہر موقع پر امریکیوں کے آگے بچھ کر اپنے آپ کو کس طرح بے وقعت کیا یہ ایک لمبی داستان ہے جس کی تفاصیل کا ندائے خلافت جیسا مختصرالوجود پرچہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ بہرحال قارئین کے لئے پاک امریکہ تعلقات کی تاریخ کے بعض اہم واقعات پیش خدمت ہیں تاکہ تاریخ کے اس اہم موڑ پر جبکہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے حوالہ سے یہ تعلقات نیا رخ اختیار کرنے کو ہیں' ہم اپنی پچاس سالہ زندگی کا اہم ترین فیصلہ کرنے سے پہلے ماضی میں امریکی رویئے کو از سرنو تازہ کر لیں اور آزمائے ہوئے کو آزما کر جہالت کا ثبوت نہ دیں۔ اور ہمارے لیڈر ایسی حرکات کا ارتکاب نہ کریں جن سے امریکہ یہ سمجھے کہ پاکستان تو اس کے گھڑے کی مچھلی ہے۔

ایسے تاریخی واقعات کا آغاز' جن سے پاکستان نے خود کو امریکہ کا بغل بچہ ثابت کیا' لیاقت علی خان کے دور سے ہوا۔ بیسویں صدی کے پانچویں عشرے کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا۔ یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلک (USSR) کے وزیراعظم نے پاکستان کے وزیراعظم لیاقت علی خان کو اپنے ملک کا سرکاری دورہ کرنے کی باقاعدہ دعوت دی۔ کچھ عرصے تک حکومت پاکستان کی طرف سے اس دعوت کا کوئی جواب نہ دیا گیا حتیٰ کہ امریکہ کی طرف سے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سرکاری دورے کی دعوت ملی۔ وزیراعظم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ امریکہ کا رخت سفر باندھ لیا حالانکہ سوویت یونین کی طرف سے پہلے دعوت مل چکی تھی۔ بعض اطلاعات کے مطابق سوویت یونین سے لیاقت علی خان نے خود سفارتی سطح پر کوشش کروا کر دعوت نامہ حاصل کیا تھا اور اسی دعوت نامہ کو بنیاد بنا کر انہوں نے امریکہ سے سرکاری دورہ کا دعوت نامہ حاصل کیا تھا۔ یہ اطلاع اس لئے درست معلوم ہوتی ہے کہ سوویت یونین نے جتنی سختی سے اس کا نوٹس لیا تھا اور

تجزیہ

جتنی شدید ناراضگی کا اظہار کیا تھا اس کی اصل وجہ شاید یہی تھی۔

امریکہ اور سوویت یونین دونوں سپرپاور تھیں لیکن ایک ہمارا ہمسایہ اور دوسرا سات سمندر پار تھا۔ اپنی ہمسایہ سپرپاور سے دوستی یا کم از کم خوشگوار تعلقات رکھنا بڑی عام فہم اور منطقی بات تھی لیکن ہم نے امریکہ کے کہنے پر سیٹو (Seato) اور سنٹو (Cento) کے معاہدوں میں شامل ہو کر ہمسایہ سپر طاقت کا منہ چڑایا۔ یہ فوجی معاہدے تھے جن کے مطابق ممبر ممالک نے جارحیت کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کرنا تھی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ۶۵ء اور ۷۱ء کی پاک بھارت جنگوں میں امریکہ نے اپنے حلیف یعنی پاکستان کی بجائے اس کے حریف بھارت کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالا' یعنی جب ہم اپنی بقا اور سلامتی کی جنگ اپنے پیدائشی دشمن سے لڑ رہے تھے تو ہمارے خلاف امریکہ نے ہمارے دشمن کا کھلم کھلا عسکری سطح پر نہ سہی لیکن بڑی خاموشی اور رازداری سے سفارتی اور اخلاقی سطح پر بھرپور طور پر ساتھ دیا۔ امریکہ نے دنیا کو بے وقوف بنانے اور خود کو انصاف پسند ظاہر کرنے کے لئے اعلان کر دیا کہ وہ دونوں جنگ کرنے والے ممالک کی فوجی امداد اور پرزہ جات کی ترسیل بند کر دے گا' حالانکہ بھارت کے پاس سوویت یونین کا دیا ہوا اسلحہ تھا اور اسے امریکی امداد اور فالتو پرزہ جات کی قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں تھی جبکہ پاکستان کا تمام تر انحصار امریکی اسلحے پر تھا اور اسے امریکی اسلحے کے فالتو پرزہ جات کی شدت سے ضرورت تھی لیکن امریکہ نے عین وقت پر دھوکہ دیا۔ ۶۵ء کی جنگ میں میدان میں قدرے برتری حاصل ہونے کے باوجود سیزفائر پر ہمارے رضامند ہونے کی بڑی وجہ یہی تھی۔

۷۱ء کی جنگ میں ہم سوویت یونین پر الزام لگاتے ہیں کہ پاکستان کو دولخت کرنے کے معاملے میں سوویت یونین نے بھارت کی فوجی اور عملی مدد کی۔ یہ بات درست ہے کہ سوویت یونین نے بھارت کی مدد کی تھی لیکن ہنری کسنجر نے حال ہی میں یہ اعتراف کیا ہے اور اپنی کتاب میں صاف لکھ دیا ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی منصوبہ بندی امریکہ نے کی تھی جبکہ ہم اس کے چھٹے یا ساتویں بحری بیڑے کے منتظر رہے۔ تائیوان کی وجہ سے چین اور امریکہ ایک دوسرے کے بدترین دشمن تھے۔ سوویت یونین کی روز افزوں بڑھتی ہوئی قوت سے خوفزدہ امریکہ نے چین سے رابطہ اور اچھے تعلقات کی بحالی کا ارادہ کیا۔ اس امریکی خواہش کو پورا کرنے کے لئے پاکستان نے جو رول ادا کیا' راقم یقین سے کہہ سکتا ہے کہ کم از کم موجودہ صدی میں شاید ہی ایک ملک نے کسی دوسرے ملک کے لئے ادا کیا ہو۔ امریکہ چائنہ رابطے نے سوویت یونین کو غضبناک کر دیا اور ۷۱ء کی جنگ میں بھارت کو کھلم کھلا اور میدان جنگ میں عملی مدد دے کر اور پاکستان کو دولخت کر کے اس نے اپنا غصہ اتارا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ پاکستان کو دولخت کرنے کے عمل میں احسان فراموش امریکہ بھی

پس پردہ شامل تھا۔

۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے اپنی افواج افغانستان میں داخل کیں تو ایک مرتبہ پھر امریکہ کو پاکستان یاد آیا لیکن جونہی اس کے مقاصد کی تکمیل ہوئی یعنی وہ سوویت یونین کو زک پہنچانے میں کامیاب ہوا تو ایک مرتبہ پھر پاکستان کی طرف سے اس نے آنکھیں پھیر لیں۔ افغانستان میں جن مجاہدوں کی وہ مدد کر رہا تھا وہ اسے دہشت گرد نظر آنے لگے اور پاکستان کی خود مختاری اور سلامتی کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے ان پر کروز میزائل سے حملہ آور ہوئے۔ یہ تھیں وہ چند مثالیں جن سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ امریکہ ہمارا کس درجہ کا دوست اور ہمدرد ہے۔

پاکستان کے سیاستدان اور دانشور اس وقت اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان کا دورۂ امریکہ کامیاب رہا یا ناکام۔ ایسے تجزیے یقیناً سود مند ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ہر سطح پر سیاسی وابستگیوں کی ایسی تقسیم ہے کہ ہم اپنی سیاسی وابستگی کو ملکی مفادات پر ترجیح دیتے ہیں اور ہر کوئی معاملات کو اپنی عینک سے دیکھ رہا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کا تو یہ حال ہے کہ ایک طرف سرکاری میڈیا نے دورہ شروع ہونے سے کئی ہفتے قبل ہی دورہ کو کامیاب ثابت کرنے کی ریہرسل شروع کر دی تھی اور اپوزیشن قبل از وقت اس کی ناکامی کی قسمیں اُٹھا رہی تھی۔ بہرحال بعد کے حالات کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد راقم اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ دورہ دونوں ممالک کے نکتہ ہائے نظر کے مطابق فی الحال ناکام ثابت ہوا ہے۔ اگر پاکستان ہر قسم کے اقتصادی اور فوجی ساز و سامان پر عائد پابندیاں ختم کرائے بغیر پریسلر ترمیم کی موجودگی میں اور مسئلہ کشمیر کے حل کے بارے میں کسی ٹھوس اور نظر آنے والی پیش رفت کے بغیر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دیتا ہے یا دستخط کرنے کی حتمی تاریخ دے دیتا ہے تو یہ دورہ ناکام بلکہ انتہائی ضرر رساں ثابت ہو گا۔ اور اگر امریکی نقطہ نظر سے بڑا کامیاب ثابت ہو گا اور ان نکات کو بالکل reverse کر لیں تب پاکستان سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرتا ہے یا امریکہ کے ان نکات کو تسلیم نہ کرنے پر پاکستان دستخط کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو یہ دورہ پاکستان کے نقطہ نظر سے انتہائی کامیاب رہا ہے' بالفاظ دیگر اس دورہ کے اصل نتائج اگلے چند ماہ میں ظاہر ہونے والے ہیں۔ البتہ حکومت کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے اور اصل حقائق کا منہ چڑا رہا ہے کہ نواز شریف کے دورہ سے اب امریکہ پاکستان اور بھارت کو مساوی درجہ دینے لگا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس دورہ کے دوران امریکہ نے پاکستان سے مطالبہ کیا ہے اور یہ مطالبہ اس نے دنیا میں صرف پاکستان سے کیا ہے کہ وہ ایٹمی مواد کی تیاری بھی بند کر دے' حالانکہ ایٹمی مواد کی تیاری پر بندش سی ٹی بی ٹی کا نہیں ایف ایم سی ٹی کے مندرجات کا حصہ ہے اور اس کے تمام آرٹیکلز پر ابھی بڑی طاقتوں کا سمجھوتہ بھی نہیں ہو سکا اور اگلے سال جنیوا میں اس کے مندرجات زیر بحث آئیں گے۔ پاکستانی حکام وزیر اعظم کے دورۂ امریکہ کو کامیاب ثابت کرنے کے لئے جو پاکستان اور بھارت سے مساوی سلوک کی رٹ لگا رہے ہیں اس سے وہ اپنا کیس کمزور کر رہے ہیں اور امریکہ کو خود ہی اس کی زیادتیوں کے حوالے سے بری الذمہ ٹھہرا رہے ہیں اور دنیا پر ثابت کر رہے ہیں کہ پاک امریکی اختلافات کے حوالے سے امریکہ بے قصور ہے۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران اہل پاکستان کا اتحاد و اتفاق' ملک میں امن و امان کی صورتحال اور لوگوں کی دیانت داری اور جذبہ حب الوطنی سب کچھ مثالی تھا۔ آج ہمیں ان جذبوں کی ۱۹۶۵ء سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے کہ آج ہمارے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ اپنی موت کے پروانے پر خود دستخط کر دو۔ لہٰذا اتفاق و یگانگت کی جتنی آج ضرورت ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ امریکی رویہ اور عزائم ہم ماضی کے آئینے میں دیکھ چکے ہیں' لہٰذا ہمیں کسی سنہری جال میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ ہم ندائے خلافت کے ذریعے حکومت اور اپوزیشن کو یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ وہ تمام اختلافات بھلا کر ایٹمی صلاحیت چھیننے کے امریکی عزائم کے آگے دیوار بن جائیں۔ اس سلسلے میں حکومت کو پہل کرنی چاہئے اور نہ صرف اپوزیشن کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کر دے بلکہ ایٹمی صلاحیت کے دفاع میں اٹھائے جانے والے اقدامات کے معاملے میں عوام اور اپوزیشن کو اعتماد میں لے۔ دوسری طرف اپوزیشن حکومت کو یقین دلائے کہ اگر وہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرے تو اپوزیشن' اپوزیشن کی حیثیت سے اپنا رول تو ادا کرتی رہے گی لیکن حکومت کو اپنی معیاد پوری کرنے کا پورا موقع مہیا کرے گی اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے سے جو غیر ملکی دباؤ آئے گا' اپوزیشن اس معاملے میں حکومت سے پورا تعاون کرے گی۔ اگر اس معاملے میں حکومت اور اپوزیشن کندھے سے کندھا جوڑ کر ایک صف میں کھڑے ہو جائیں تو بھارت اور امریکہ کیا' تمام دنیا بھی مل کر ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ کاش ایسا ہو جائے۔

یاد رہے کہ "جان جان پاکستان" اور "ہم ایک ہیں' ہم ایک ہیں" جیسے نغمے الاپ کر پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کے حوالے سے کچھ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لئے عمل کی ضرورت ہے' ایسا عمل جس سے اپنے اقتدار یا سیاسی مفادات کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے لیکن ملکی سلامتی کا تحفظ یقینی ہو جائے۔

پریس ریلیز

اللہ پہ توکل کرکے ہی امریکہ کے ہر دباؤ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے

۸ دسمبر۔ امریکہ عالمی پولیس مین کی حیثیت سے جھنجلاہٹ کا شکار ہو چکا ہے جس کا مظہر اس کے پاکستان سے ناروا مطالبات ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے وسائل و ذرائع پیداوار پر عالمی مالیاتی ادارے "دجالی ٹھیکیدار" کی حیثیت سے قابض ہو گئے ہیں اور سود پر مبنی طاغوتی نظام کے آگے گھٹنے ٹیکے بغیر وہ کسی کو زندہ رہنے کا حق بھی دینے کو تیار نہیں۔ انہوں نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے دورۂ امریکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے کو بھی ایک درجے میں پاکستان کی عارضی کامیابی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے' لیکن دوسری جانب اس دورہ کے بعد پاکستان پر امریکی دباؤ بڑھ گیا ہے اور وہ پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کی تاریخ طے کرنے' افغانستان کی طالبان حکومت سے اپنے موجودہ تعلقات پر نظر ثانی کرنے اور اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے۔ لہٰذا پوری قوم اس وقت ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے۔ ایک راستہ یہ ہے کہ خداداد ایٹمی صلاحیت کا حامل پاکستان اسلام کے عالمی غلبے کے حوالے سے اپنا موعودہ کردار ادا کرنے کی طرف پیش قدمی کرے' دگرنہ بصورت دیگر اسے امریکہ اور یہودی عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل مالیاتی اداروں کی کامل غلامی اختیار کرنا ہو گی! تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر نے کہا کہ ملک و قوم کو درپیش حالات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پوری قوم منزل کے شعور سے عاری ہو چکی ہے اور اب خود غرضی اور منافقت اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ قومی مفادات کا لفظ ہی گویا ہماری لغت سے خارج ہو چکا ہے' یہ صورت حال نہایت تشویشناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف اللہ پر توکل کرتے ہوئے' پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنا کر ہی امریکہ کے ہر قسم کے دباؤ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

خلیفۂ راشد، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۲)

تحریر : فرقان دانش خان

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور تک خلافت اسلامیہ کی بنیاد کتاب و سنت اور آثار صحابہؓ پر قائم نہ رہی تھی۔ آپؒ کا کارنامہ یہ ہے کہ آپؒ نے اس کو دوبارہ قائم کیا اور ایک عام اعلان کرا دیا کہ جو عامل کتاب و سنت پر عمل نہ کرے اس کی اطاعت فرض نہیں۔ ایک بار سالم بن عبداللہ کو خط لکھا۔ جس میں یہ الفاظ بھی درج کئے۔ "میں چاہتا ہوں کہ رعایا کے معاملے میں حضرت عمر بن الخطابؓ کی روش اختیار کروں بشرطیکہ یہ خدا کو منظور ہو اور میں اس پر قادر ہوں"۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

اموال مغصوبہ کی واپسی :

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے سے پہلے خاندان بنو امیہ کے حکمرانوں نے رعایا کے مال و جائیداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے سب سے پہلے اموال مغصوبہ کی واپسی کی طرف توجہ کی جو کہ ایک مجدد خلافت اسلامیہ کے لئے سب سے ضروری تھا۔ چنانچہ آپ جب سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین اور خلافت کے ابتدائی مراحل طے کر کے واپس آئے تو شب بیداری کے باعث ظہر تک قیلولہ کی نیت سے سونا چاہتے تھے۔ لیکن آپؒ کے صاحبزادے عبدالملک جو نہایت عابد و زاہد تھے اور جنہوں نے آپؒ کو امور خلافت کے اہم معاملات میں ہمیشہ مدد دی۔ اسی حالت میں آ کر کہا۔ "ظہر کے وقت تک آپؒ کی زندگی کا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ اس لئے لوگوں کے غصب شدہ اموال و جائیداد کو فوراً واپس کر دیجئے ورنہ آپؒ بھی سابقہ حکمرانوں کے اعمال میں شریک کار ہوں گے"۔ اس فقرہ کا آپؒ پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ فوراً منادی کرائی اور لوگوں کی شکایتیں سننے کے لئے بیٹھ گئے۔ چونکہ آپ خود بھی خاندان بنو امیہ کے رکن تھے اس لئے سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے خاندان سے ابتدا کی اور اپنے مزاحم (منشی) کو حکم دیا کہ وہ ان کی جاگیروں کی سندیں پڑھ پڑھ کر سنائیں جو عرب کے مختلف حصوں مثلاً یمن اور یمامہ وغیرہ میں پھیلی ہوئی تھیں وہ سناتے جاتے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان کو قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے تھے۔ اس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی سب جاگیر اور مال سے دستبردار ہو گئے۔ یہاں تک کہ انگوٹھی کا نگینہ جو ان کو ولید نے دیا تھا، اس کو بھی واپس کر دیا۔ مزاحم سے یہ دیکھا نہ گیا اور کہا کہ اولاد کی معاش اور گزر بسر کا کیا ہو گا۔ بولے کہ "ان کو خدا پر چھوڑتا ہوں"۔

سب سے زیادہ اہم معاملہ باغ فدک کا تھا جسے مروان نے اپنی جاگیر میں داخل کر لیا تھا۔ منصب خلافت سنبھالتے وقت یہ باغ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے قبضے میں تھا۔ فرمایا جو چیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو نہیں دی اس میں میرا کوئی حق نہیں۔ میں اس باغ کی وہی حیثیت بحال کرتا ہوں جو عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھی۔ اس کے بعد عام لوگوں کے اموال مغصوبہ واپس دلائے۔ حقوق کی واپسی کے لئے قطعی شہادت یا حجت کی ضرورت نہ تھی۔ جو شخص دعویٰ کرتا معمولی سے معمولی شہادت پر اس کا مال واپس مل جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنے ماتحت امراء و عمال کو بھی ہدایتیں بھیجتے رہتے تھے کہ وہ بھی جلد از جلد ان کے اموال واپس دلائیں۔ ابوالزناد کا بیان ہے کہ عراق میں جب ہم نے اس کام کو شروع کیا تو عراق کا بیت المال بالکل خالی ہو گیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو شام سے روپیہ بھیجنا پڑا۔ ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے کوئی تحریر ایسی نہ آتی تھی جس میں اموال مغصوبہ کی واپسی، احیائے سنت، ادائے امانت اور ابطالِ بدعت کی ہدایت درج نہ ہوتی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے طرز عمل سے رعایا نے سکھ کا سانس لیا لیکن تمام خاندان بنو امیہ ان سے برہم ہو گیا کیونکہ قدیم امتیاز و احساسِ برتری نے ان کے لئے مساوات کو بالکل خوابِ فراموش بنا دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو عام مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑا دیکھتے تو اپنی ذلت سمجھے۔ دوسرے اس طرز عمل سے ان کے آباؤ اجداد کا دامن داغدار نظر آتا تھا۔ اس لئے تمام مروانی خاندان نے مختلف طریقوں سے آپؒ کو روکنا چاہا۔ عمر بن ولید بن عبدالملک نے آپؒ کو خط لکھا :

"تم نے سابقہ خلفاء پر عیب لگایا ہے۔ تم نے منبر پر بیٹھتے ہی اپنے خاندان کو ظلم و جور کے لئے مخصوص کر لیا۔ تم نے قریش کے اموال و جائیداد کو ظلم و عدوان سے بیت المال میں داخل کر کے قطع رحمی کی ہے"۔

اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خط لکھا :

"اگر مجھے فرصت ہوتی تو میں تجھ کو اور تیرے خاندان کو راہ راست پر لاتا۔ کیونکہ ہم نے مدتوں ہوئی کہ حق سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اگر تم فروخت کئے جاؤ اور تمہاری قیمت یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں پر تقسیم کی جائے تو کافی نہ ہو گی کیونکہ تم میں سب کا حق شامل ہے۔ ہم پر سلام ہو لیکن خدا کا سلام ظالموں کو نہیں پہنچتا۔"

ایک بار تمام خاندان کے لوگوں نے آپ کی پھوپھی کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے کہا۔ "تمہارے قرابت دار شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نے ان سے روٹی تک چھین لی ہے۔ مجھے خوف ہے وہ تمہارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔" حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا۔ "میں نے ان کا کوئی حق نہیں روکا"۔ اس کے بعد ایک اشرفی اور گوشت کا ایک ٹکڑا منگوایا۔ پھر اشرفی کو آگ میں ڈال دیا۔ جب وہ خوب سرخ ہو گئی تو اس کو اٹھا کر گوشت کے ٹکڑے پر رکھ دیا جس سے وہ بھن گیا۔ اس پر پھوپھی سے کہا کہ کیا آپ پسند کریں گی کہ آپ کا بھتیجا اس قسم کے عذاب میں مبتلا ہو۔ پھر کہا :

"اے پھوپھی جان رسول اللہ ﷺ نے ایک نہر جاری کی۔ پھر ایک شخص ابوبکرؓ اس نہر کا نگران بنا۔ جس نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی۔ پھر دوسرا شخص عمرؓ نہر کا مالک بنا۔ اس نے بھی اس میں کوئی تغیر نہ کیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن بعد کے لوگوں نے اس سے متعدد نہریں نکالیں۔ یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ باقی نہ رہا۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو تائید ایزدی سے تمام نہروں کو پاٹ کر پہلی نہر کو جاری کر دوں گا"۔

بقیہ : ماہِ مقدس

دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہیں؟"۔

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام، اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا اور اس نئے دورِ اقبال کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا، اس لئے اس کے یوم ورودِ نو یعنی عید الفطر کا جشن ملی قرار دیا تا کہ افضال الٰہی کے ظہور اور قرآنِ کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے، اور اس احسان و اعزاز کے شکریئے میں تمام ملت مرحومہ اس کے سامنے سربسجود ہو :

"اور اس وقت کو یاد کرو، جب مکہ میں تم نہایت کم تعداد میں اور کمزور تھے، اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کے اڑا نہ لے جائیں لیکن خدا نے تم کو جگہ دی، اپنی نصرت سے مدد کی، عمدہ رزق تمہارے لئے مہیا کر دیا، اور یہ اس لئے تھا تا کہ تم شکر ادا کرو"۔

اسی ماہِ مقدس میں قرآن کا پیغامِ صداقت دُنیا کے لئے نجات کی بشارت بن کر آیا

ہیکل سلیمانی کا دورِ عظمت ختم ہو گیا اور اسماعیلؑ کی تعمیر کردہ دیواروں پر خدا کا تخت جلال و کبریائی بچھا دیا گیا

نزولِ قرآن سے بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز ہوا

تحریر: مولانا ابوالکلام آزادؒ

یہ اس ماہِ مقدس کے اختتام اور افضال الٰہی کے دورِ جدید کے اولین یوم کا جشن تھا، جس میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام سے ان کو خطاب فرمایا: "رمضان کا مہینہ، جس میں قرآن کریم اول اول نازل کیا گیا"۔

اسی مہینے کے آخری عشرے میں سب سے پہلے انہیں وہ نورِ صداقت اور کتابِ مبین دی گئی، جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن اور سیدھی راہ دنیا کے آگے کھول دی:

"بیشک! خدا کی طرف سے تمہارے پاس (قرآن) ایک روشنی اور کھلی کھلی ہدایت بخشنے والی کتاب بھیجی گئی۔ اللہ اس کے ذریعے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی کی راہ پر ہدایت کرتا ہے"۔

انسانی ضمیر کی روشنی، جبکہ ظلمت ضلالت سے چھپ گئی تھی، فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بداعمالیوں کے پردے ڈال دیئے تھے، قوانین الٰہی کا احترام دُنیا سے اٹھ گیا تھا اور طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں:

"خشکی اور تری، دونوں میں انسانوں کے اعمال بد کی وجہ سے فساد پھیل گیا"۔

.....اس وقت یہ پیغامِ صداقت دنیا کے لئے نجات اور ہدایت کی ایک بشارت بن کر آیا، اس نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی، افضال و نعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا۔

نئی عمارت گر خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیا۔ نئی تعلیم کو نہیں لیا، لیکن پرانی تعلیمات میں بقائے دوام کی روح پھونک دی۔ مختصر یہ ہے کہ فطرت اور نوامیس فطرت کی گم شدہ حکومت پھر سے قائم ہو گئی۔

.....یہی مہینہ تھا، جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا، اسی مہینے میں وہ عجیب و غریب رات آئی، جس نے اس انقلابِ عظیم کا ہمیشہ کے لئے ایک اندازہ صحیح کرنے کا فیصلہ کر دیا تھا، اور اسی لئے وہ (لیلۃ القدر) تھی۔ اس کی نسبت فرمایا گیا کہ وہ گزشتہ رسولوں کی ہدایتوں کے ہزار مہینوں سے افضل ہے، کیونکہ ان مہینوں کے اندر دنیا کو جو کچھ دیا گیا تھا، وہ سب کچھ خدا کی نئی نعمتوں اور عطا کردہ فضیلتوں کے ساتھ اس رات کے اندر بخش دیا گیا: "قرآن کریم نازل کیا گیا لیلۃ القدر میں، اور تم جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے"۔ یہی رات تھی جس میں ارض الٰہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لے کر دوسری قوم کو دیا گیا، اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا، جس کی خبر داؤد علیہ السلام کو دی گئی تھی: "اور ہم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت کے ہمارے صالح بندے ہی وارث ہوں گے"۔ اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک بنی اسرائیل زمین کی وراثت پر قابض ہوئے، اور خدا نے ان کی حکومتوں، ان کے ملکوں اور ان کے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی: "اے بنی اسرائیل! ان نعمتوں کو یاد کرو، جو ہم نے تم پر انعام کیں اور ہم نے تم کو اپنی خلافت دے کر تمام عالم پر فضیلت بخشی"۔ یہی مہینہ اور یہی لیلۃ القدر تھی، جس میں اسی الٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسماعیل کو سپرد کیا گیا۔ وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں اسحاقؑ سے باندھا تھا، وہ پیغام بشارت جو یعقوبؑ کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوئے سنایا گیا تھا، وہ الٰہی رشتہ جو کوہِ سینا کے دامن میں خدائے ابراہیمؑ و اسحاقؑ نے بزرگ موسیٰؑ کی اُمت سے جوڑا تھا، اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی۔ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا تھا۔ داؤدؑ کے بنے ہوئے ہیکل کا دورِ عظمت ختم ہو چکا تھا، اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب اسماعیل کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تخت جلال و کبریائی بچھایا گیا۔ یہ نصب و عزل، عزت و ذلت، قرب و بعد، اور ہجر و وصال کی رات تھی، جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا، ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصل کی کامرانی عطا کی گئی، ایک کا بھرا بھرا دامن خالی ہو گیا، مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی، ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا: "بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانیوں کی سزا میں ذلت اور محتاجی میں مبتلا کر دیا گیا اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے غضب میں آگئے"۔

لیکن دوسرے کو محبت کے خطاب سے نوازا: "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کئے، خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین کی خلافت بخشے گا جو اس طرح ان سے پہلے کی قوموں کو اس نے بخشی تھی"۔ یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وارثت کے لئے "عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ" کی شرط لگا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی، اس کی نشانیوں کو جھٹلایا، اس کے احکام سے سرتابی کی، اس کی بخشی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوئی ادنیٰ چیزوں سے بدل دینا چاہا: "خدا کی دی ہوئی اعلیٰ نعمتوں کے بدلے تم ایسی چیزوں کے طالب ہو جو ان کے مقابلے میں نہایت ادنیٰ ہیں؟" خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کے لئے نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے، تاکہ وہ اس کی طہارت کے لئے ذمہ دار ہوں۔ لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے، تو غیرتِ الٰہی اس بارِ آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگا دیا، تو اس کی رحمت غیور نے کوہ سینا کے دامن کی جگہ بوقبیس کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستان سے رشتہ قائم کیا، تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس مذہب کی اہلیت ثابت کرتی ہے؟۔ "اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ

(باقی صفحہ ۵ پر)

کائنات اور مادہ کا علم ایک خالق برحق کے وجود کی شہادت دیتا ہے

۲۵ سال تک اللہ کے وجود سے انکار کے بعد اسلام قبول کرنا ہرگز آسان فیصلہ نہ تھا!

تحریر: نومسلم ابراہیم کارلسن

میرا اسلامی نام ابراہیم کارلسن ہے۔ میں ایک غیر مذہبی سوئڈش گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرے گھر کے لوگ ایک دوسرے سے بے حد محبت کرنے والے تھے اور گھر کا ماحول بے حد پرسکون تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ۲۵ سال میں نے اس تصور کے بغیر گزارے کہ خدا کا وجود ہے یا روحانی زندگی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ حقیقت میں میری شخصیت ایک مادہ پرست انسان کا مکمل نمونہ تھی۔ بچپن میں میرے لئے مسلمان ایسے لوگ تھے جو لمبے غبارہ نما لبادے پہنتے تھے اور ان کی عورتیں سر کے بالوں کو اسکارف سے ڈھکتی تھیں تاہم مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ کہاں سے آتے تھے۔

ہائی اسکول کے زمانے میں ایک مرتبہ اسکول لائبریری سے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ مل گیا اور میں نے اس کا کچھ حصہ پڑھ ڈالا۔ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ میں نے قرآن مجید کی کون سی آیات پڑھی تھیں تاہم جو کچھ میں نے پڑھا وہ بڑا بامعنی اور منطقی تھا۔ اس وقت بھی میری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں تھی اور نہ میں جاننے یا تحقیق کرنے کی ضرورت محسوس کرتا تھا۔ سائنسی نقطہ نظر سے میرے لئے نیوٹن کا فلسفہ ہی کافی تھا جو یہ بتاتا تھا کہ کائنات کس طرح کام کر رہی ہے؟ وقت گزرتا گیا، میں نے گریجویشن کرلیا اور عملی زندگی میں قدم رکھا۔ میں نے کافی دولت کمائی اور اپنے ذاتی اپارٹمنٹ میں منتقل ہو گیا۔ اب میرا زیادہ تر وقت اپنے پرسنل کمپیوٹر پر گزرتا تھا۔ میں ایک پیشہ ور فوٹوگرافر بن چکا تھا۔ اور یوں میں کافی وقت فوٹوگرافی کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں ایک مارکیٹ کی دستاویزی فلم کے سلسلے میں فوٹوگرافی کر رہا تھا کہ ایک ناراض شخص جو یقیناً غیر ملکی تھا، میرے قریب آیا اور غصے میں بولا کہ میں اس کی والدہ اور بہن کی تصویریں نہ کھینچوں۔ میں نے معذرت کی اور سوچنے لگا کہ یہ مسلمان کس قدر عجیب لوگ ہیں۔

ان ہی دنوں میرا رابطہ سوئیڈن میں "اسلامک انفارمیشن آرگنائزیشن" سے ہوا۔ میں نے ان کا ایک نیوز لیٹر پڑھا جس میں یوسف علی قرآن پاک کا اشتہار بھی تھا۔

اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے میں نے قرآن پاک کا یہ نسخہ حاصل کرلیا۔ میں نے قرآن پاک کا بیشتر حصہ پڑھ ڈالا اس کی باتیں بے حد خوبصورت، دل نشین اور منطقی تھیں۔ تاہم ابھی تک اللہ تعالیٰ کا تصور میری زندگی میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ایک سال کے بعد میں ایک بے حد خوبصورت جزیرے پر موسم خزاں کے رنگوں کی عکاسی کر رہا تھا۔ کیمرہ میرے ہاتھ میں تھا اور ادھر اُدھر بکھرے ہوئے خزاں کے رنگ میرے کیمرے کے رول میں منتقل ہو رہے تھے۔ اچانک میں نے خود کو نہایت عجیب وغریب احساس میں ڈوبا ہوا محسوس کیا۔ میں اس احساس کو کوئی نام دینے سے قاصر ہوں، لیکن ایک سنسنی سی میرے رگ وپے میں دوڑ رہی تھی۔ میرے آس پاس پھیلی ہوئی دنیا عجیب رنگ بکھیر رہی تھی اور مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میری شخصیت ان رنگوں کا منبع، مخرج یا شاید مرکز ہے۔ یہ بے حد عجیب وغریب کیفیت تھی جس سے میں دوچار تھا۔ میں نے اس سے پہلے ایسا کبھی محسوس نہیں کیا۔ میری پوری شخصیت اور میرے جسم کا انگ انگ توانائی کا خزانہ محسوس ہو رہا تھا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ شاید قدرت الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس تھا جو میرے شعور کو ہلا رہا تھا۔ اس لمحہ جب کسی دلیل اور کسی حجت کے بغیر میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس کائنات کا خالق مطلق ضرور ہے جسے مسلمان "اللہ" کہتے ہیں اور عیسائی "گاڈ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں نے اس لمحے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور ان دیکھی توانائی سے لطف اندوز ہونے لگا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مائیکروسافٹ نے ونڈوز 95 پروگرام متعارف کرایا تھا اور کمپیوٹر کی صنعت میں ایک انقلاب برپا ہو گیا تھا۔ میں نے بھی اپنے کمپیوٹر کو مائیکروسافٹ نیٹ ورک سے منسلک کرلیا۔ جلد ہی "اسلام بی بی ایس" میرے رابطے میں آگیا۔ یہ مائیکروسافٹ نیٹ ورک کا ایک انتہائی دلچسپ پروگرام تھا۔ اس پروگرام کے ذریعے میری ملاقات ایک امریکی خاتون شاہدہ سے ہوئی، شاہدہ نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ ہم جلد ایک دوسرے کے مزاج آشنا ہو گئے اور ہمارے درمیان قلمی دوستی کا گہرا رابطہ کمپیوٹر آن لائن کے ذریعے قائم ہو گیا۔ ہم ای میل کے ذریعے ایک دوسرے کو خط بھیجتے رہے، صرف چھ ماہ کے عرصے میں میرے میل باکس میں 3 میگابائیٹ کے پیغامات جمع ہو گئے تھے۔ میں نے اور شاہدہ نے اسلام کے بارے میں بالخصوص وجود باری تعالیٰ پر اپنے خیالات اور عقائد کا کھل کر اظہار کیا۔ شاہدہ نے اللہ تعالیٰ کے وجود کی حقانیت، بندے اور رب کے باہمی تعلق اور اسلام کے بارے میں میری بہت مدد کی۔ وہ بے حد صابر خاتون تھی اور میرے ہر سوال کا جواب اس کے لئے ایک چیلنج بن جاتا۔ وہ مجھے مطمئن کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی۔ وہ میرے احمقانہ سوالات کا جواب بھی بے حد سنجیدگی سے دینے کی کوشش کرتی۔ وہ ہر مرتبہ مجھ سے کہتی کہ میں اپنے دل کی آواز کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کروں تو میں سچائی کو پالوں گا اور اللہ رب العزت کی ذات سے معرفت حاصل ہو جائے گی۔

میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شعور اپنی توقع سے بہت پہلے حاصل کرلیا۔ میں ایک مرتبہ بس میں اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ میرے آس پاس بیٹھے ہوئے بیشتر لوگ سو رہے تھے اور میں بس کی کھڑکی کے باہر پھیلے ہوئے حسین اور دلفریب مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ یہ غروب آفتاب کا وقت تھا سورج کی سنہری کرنیں آسمان پر پھیلے ہوئے بادلوں پر پڑ کر منعکس ہو رہی تھیں اور ہر طرف گلابی اور زرد رنگ بکھر رہے تھے۔ رنگوں کے انتشار، ان کی جگمگاہٹ اور دل فریبی نے مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری کردی۔ فطرت کا یہ حسن پکار پکار کر مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں اپنے خالق کی نشانی ہوں، مجھے پہچاننے کی کوشش کرو، مجھے سمجھو۔ تم کوئی روبوٹ نہیں ہو تم ایک جیتے جاگتے انسان اور اپنے خالق کی صناعی کا شاہکار ہو۔ طبیعیات اور کیمیا کے علم میں غور کرو جہاں جابجا نشانیاں ملتی ہیں۔ کائنات اور مادے کا پورا علم ایک خالق برحق کی شہادت دیتا ہے۔ وہ ذات جو مطلق ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، جو صناع بے بدل ہے۔ میں ان احساسات اور جذبات کے ساتھ مکمل تسکین کی حالت میں اللہ رب العزت کی صناعی اور رنگوں سے بھرپور دنیا میں غور و فکر کرتا رہا۔ یہ لمحے میری پوری زندگی کا حاصل تھے۔

(جاری ہے)

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

لاہور جنوبی کے زیر اہتمام "دعوت فورم" بعنوان "علامہ اقبال اور ہم"

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی نے "دعوت فورم" کے زیر عنوان ماہانہ بنیاد پر دعوتی پروگرام کو کامیابی سے منعقد کروا کر حلقہ لاہور کی دیگر تنظیموں کے لئے قابل تقلید مثال قائم کر دی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس حوالے سے سب سے پہلے پیش قدمی کونسی تنظیم کرتی ہے۔

زیر نظر رپورٹ میں ماہ نومبر کے "دعوت فورم" سے قارئین ندائے خلافت کو آگاہ کیا جانا پیش نظر ہے۔ ۲۹/نومبر کو بعد نماز عشاء لاہور جنوبی کے دفتر واقع سمن آباد میں "قرآن' علامہ اقبال اور پاکستان" کے موضوع پر دعوت فورم منعقد ہوا۔ فورم کی صدارت معروف ماہر اقبالیات ڈاکٹر وحید قریشی نے کی جبکہ مہمان خصوصی جناب عمران این حسین تھے۔ تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر جناب حافظ عاکف سعید بھی دعوت فورم کے مقررین میں شامل تھے۔

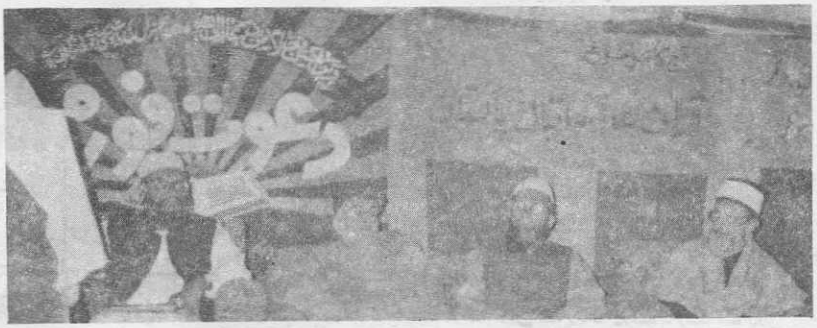

"دعوت فورم" میں جناب عمران این حسین، محترم عبدالرزاق' ڈاکٹر وحید قریشی اور حافظ عاکف سعید

حسب روایت "دعوت فورم" کا آغاز حافظ عبداللہ کی خوبصورت تلاوت قرآن سے ہوا۔ قرآن کالج کے طالب علم محمد عارف نے علامہ اقبال کی مشہور نظم "ہر لحظہ مومن کی نئی آن نئی شان" کو اپنی مترنم آواز کے ذریعے سامعین تک پہنچایا۔ دعوت فورم کے میزبان غازی محمد وقاص نے بحیثیت سٹیج سیکرٹری علامہ اقبال کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اقبال اس صدی کے ترجمان القرآن تھے۔ قرآن کی تعلیمات کو عام کرنا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کرنا اقبال کے پیش نظر مقاصد میں سے اہم ترین مقصد تھا۔

"دعوت فورم" کے مہمان خصوصی جناب عمران این حسین نے اپنے "مردانہ صفت" خطاب میں فرمایا کہ اقبال کا قرآن کے ساتھ بڑا گہرا اور مضبوط رشتہ قائم تھا۔ انہوں نے کہا

دعوت فورم کے سامعین .... ایک گوشہ

کہ "الحق" ہماری تخلیق سے پہلے بھی موجود تھا اور ہماری موت کے بعد بھی موجود ہو گا۔ سچائی یعنی "الحق" اللہ کی طرف سے آتی ہے نہ کہ آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ انسان کا اصل فریضہ حقیقت کی تلاش ہے' قرآنی آیات میں ایسی سچائی پنہاں ہے جنہیں لوگ پڑھ کر اپنا لائحہ عمل بنالیں تو انہیں راہ ہدایت مل جائے گی۔ جناب عمران این حسین نے کہا قرآن کو سمجھنے کے لئے کائنات کی کتاب کا مطالعہ ضروری ہے اس لئے "آفاقی اور انفسی آیات" پر توجہ مرکوز کرنا ہو گی۔ انہوں نے کانٹے کی بات یوں بیان کی کہ اقبال نے کبھی کسی دار العلوم میں تعلیم حاصل نہیں کی' اگر اقبال دار العلوم میں داخل ہو جاتے تو وہ کبھی "اقبال" نہ بن سکتے۔ انہوں نے کہا کہ کتاب تاریخ سے بھی رہنمائی لینا از حد ضروری ہے اس لئے کہ خدا کی بات کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ اگرچہ ہر لحظہ دنیا بدل رہی ہے جسے تاریخ کے صفحات برابر لکھ رہے ہیں۔ اس کتاب تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی ہدایت بھی ہدایت کاملہ میں یوں دی گئی ہے کہ ﴿سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ علامہ اقبال نے آخری اور کامل ترین آسمانی وحی پر مشتمل قرآن کو بھی پڑھا اور تاریخ عالم سے بھی رہنمائی لی۔ علامہ اقبال نے جس زمانے میں شعور کی آنکھ کھولی' اس وقت یورپ تبدیلیوں کی زد میں تھا۔ عیسائی مذہب پر مشتمل یورپی تہذیب بے خدا تمدن میں تبدیل ہو رہی تھی۔ سیاسی سطح پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حاکمیت کا انکار کر کے سیاسی سطح پر شرک کا دروازہ کھول دیا گیا تھا جبکہ معاشی شعبے میں سود کی حرمت کو ختم کر کے معیشت کی گاڑی کو مکمل طور پر سودی بنا دیا گیا تھا۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ بدترین استحصال پر مبنی سودی نظام در حقیقت امیر لوگوں کا نظام معیشت ہے، جو امیر لوگوں ہی کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ جناب عمران این حسین نے ایک دلچسپ موازنہ بھی شرکاء فورم کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جن دنوں اقبال نے بدلتے ہوئے یورپ کو دیکھا' اسی زمانے میں جامعہ ازھر کے شیخ بھی یورپ یاترا کے لئے گئے۔ اپنے سفر یورپ کے آغاز میں شیخ نے کہا کہ مصر میں مسلمان بہت ہیں مگر اسلام مفقود ہے۔ یورپ سے واپسی پر شیخ ازھر نے کہا کہ وہاں مجھے اسلام تو نظر آیا اگرچہ وہاں مسلمان نہیں تھے۔ جناب عمران این حسین نے جامعہ ازھر کے شیخ کے اس مشاہدے کو "دھوکہ کھا جانے" سے تعبیر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ علامہ اقبال نے بھی یورپ کو خوب دیکھا بھالا مگر وہ اس کی ظاہری چمک دمک سے نہ صرف یہ کہ متاثر نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس بے خدا تہذیب کا پوسٹ مارٹم بھی کر ڈالا ؎

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ہے ریزہ کاری

اور

یہ تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا!

علامہ اقبال کو ایک جانب یورپ میں اسلام کی بجائے سیاسی سطح پر بدترین شرک نظر آیا تو دوسری طرف معاشی شعبے میں سود کی خباثت کو بھی پہچاننے میں انہیں کوئی غلطی نہیں لگی۔ جناب عمران این حسین نے کہا کہ اقبال کا فکری سورج ابھی تک علم کی دنیا کے نصف النہار پر اس لئے جگمگا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ قرآن کے ذریعے بولتے تھے۔

لاہور جنوبی کے رفیق جناب فیاض اختر نے کلام اقبال سے "خودی کا سر نہاں" نظم پیش کی۔ بعد ازاں تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر حافظ عاکف سعید نے "اقبال اور ہم" کے عنوان سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے تمہیدی الفاظ میں شرکاء فورم کو بتایا کہ ان کا خطاب اصلاً امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب "علامہ اقبال اور ہم" کے خلاصے کی حیثیت سے ہو گا۔ امیر تنظیم کی یہ کتاب اپنے موضوع کے حوالے سے حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کے انقلاب کے پس پردہ کام کرنے والی شخصیت ڈاکٹر علی شریعتی کی تھی' انہوں

نے بھی فارسی زبان میں "ما و اقبال" کے نام سے کتاب تالیف کی۔ گویا اہلِ پاکستان ہی علامہ اقبال کی فکری بلندی کے معترف نہیں بلکہ ایران والوں نے بھی افکارِ اقبال سے کسبِ فیض کیا' گویا ؂

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

انہوں نے بتایا کہ مسلمانانِ پاکستان کے حوالے سے علامہ اقبال کی شخصیت کی تین حیثیتیں ہیں۔ اولاً پاکستان کا وجود اور قیام علامہ اقبال کے تصور کا مرہونِ منت ہے۔ اسی لئے انہیں مفکرِ پاکستان اور مجوزِ پاکستان کا لقب دیا جاتا ہے' امیر تنظیم اسلامی نے ایک قدم آگے بڑھ کر علامہ اقبال کو مبشرِ پاکستان کا خطاب بھی دیا اس لئے کہ علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں پاکستان کا تصور ہی نہیں بلکہ اس کے قیام کی پیشین گوئی بھی فرمائی تھی۔ مزید یہ کہ انہوں نے مسلمانانِ ہند کے قومی مقدمے کے لئے صحیح ترین "وکیل" بھی قائد اعظم کی شکل میں ڈھونڈ نکالا۔ علامہ اقبال نے فکری بلندی کے باوجود تحریک پاکستان میں بطور کارکن حصہ لیا مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے پاکستان ہی کی قدر نہیں کی چہ جائیکہ ہم اقبال کی قدر شناسی کرتے۔

علامہ اقبال کی دوسری حیثیت ملتِ اسلامیہ کے نقیب اور حُدی خواں کی ہے۔ انہوں نے بیک وقت امتِ مسلمہ کی مرثیہ خوانی بھی کی اور حدی خوانی بھی۔ جب اسلام اپنے زوال کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا تو ان نازک ترین ایام میں بھی علامہ کو اس زوال میں سے امت کا عروج نظر آ رہا تھا۔ مولانا حالی اور شبلی کے برعکس علامہ اقبال نے محض مرثیہ خوانی کرنے کی بجائے امت کو آنے والے دور میں شاندار مستقبل کی نوید سنائی اور فرمایا۔

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کاروان ہمارا

اقبال کی تیسری حیثیت دین کے پیروکار کی ہے انہیں اس حوالے سے دین کے اسرار و رموز سمجھنے والے سب سے بڑے رازداں کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اسی لئے علامہ اقبال کو رومیٔ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبال صرف دورِ حاضر کے سب سے بڑے ترجمان القرآن ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے دین کی بحیثیت نظامِ زندگی کے تشریح و تفسیر نہایت عمدگی سے کی ہے۔

انسانی حاکمیت کے شرک اور وطنی قومیت کے بت کو علامہ اقبال ہی نے للکارا اور پاش پاش کیا۔ علامہ فرماتے ہیں

"حکمراں ہے اِک وہی باقی بتانِ آزری"

اور

"اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے"

الغرض علامہ اقبال کو جہاں پاکستان کے مصور' مفکر بلکہ مبشر کی حیثیت حاصل ہے وہیں وہ عالمی ملتِ اسلامیہ کے "حدی خواں" کا کردار بھی ادا کرتے نظر آتے ہیں' دین کی بحیثیت نظامِ زندگی تعبیر و تشریح کا مشکل اور اہم کام بھی علامہ نے انجام دیا اور ان کی سب سے اہم ترین خصوصیت دورِ حاضر کے داعیِ قرآن کی ہے۔

دعوت فورم کے آخر میں مہمان خصوصی ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ اقبال کا کلام درحقیقت قرآن کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہے۔ علامہ پر ایک مغربی مفکر نے اعتراض کیا کہ آپ مغرب کے افکار و نظریات ہی کو پیش کرتے ہیں تو علامہ نے نکلسن کے نام خط میں کہا کہ میرے افکار اسلامی تعلیمات پر مبنی ہیں میں ساقی کی بات نہیں کرتا بلکہ میں تو عشق کی بات کرتا ہوں اور اسے بڑی بے باکی سے بیان کرتا ہوں۔ یہ باتیں میں نے امت کے پاک بازوں سے سن رکھی ہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے بتایا کہ عہدِ شباب میں مجھ پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا جب میں ملحد ہو گیا تھا مگر علامہ اقبال کے کلام سے میں دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور اسے اپنی عملی زندگی میں بھی نافذ العمل کریں اس لئے کہ قرآن محض افکار و خیالات کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ دینِ عمل کی کتاب ہے۔ مسلمان اگر عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں قرآن اور آخری نبیؐ کے فرمودات کو اپنانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے ختم نبوت کے تصور کو محض ایک عقیدے کی حیثیت سے پیش نہیں کیا بلکہ اسے کامل و اکمل دین کی عملی صورت میں متعارف کرایا۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے کہا کہ قرآن مجید پر غور و تدبر کرنا صرف علماء کا فریضہ نہیں ہے بلکہ یہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ کلام اقبال کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کلام اقبال کے ذریعے قرآن کو نئے زاویۂ نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ "دعوت فورم" کا اختتام ناظم حلقہ لاہور جناب عبدالرزاق کے دعائیہ کلمات سے ہوا۔ آخر میں دعوت فورم کے شرکاء کی تواضع کا معقول بندوبست کیا گیا تھا۔

(رپورٹ : نعیم اختر عدنان)

حدیثِ دل

فرقان دانش خان

میری زندگی کا مقصد . . .

ارشادِ ربانی ہے ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ... (الروم : ۴۷)... "اور ہم نے مومنین کی نصرت اپنے اوپر واجب کر لی ہے" .... دل سوال کرتا ہے .... پھر ہم محتاج کیوں ہیں؟ .... ہم محکوم کیوں ہیں؟ .... یہود و نصاریٰ کے دستِ نگر .... فرقوں اور مسلکوں میں منقسم کیوں ہیں؟ .... جب اللہ نے .... ہماری مدد اپنے ذمہ لی ہے .... تو .... ہنود و یہود غالب و کامران کیوں ہیں؟ .... آخر کیوں ....

اللہ ہر شے پر قادر ہے .... اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا .... تو پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ .... ذہن کی ہارڈ ڈسک سے فوراً جواب آیا .... ضرور ہم میں کوئی کمی ہے! .... ہاں یہی بات ہے۔ دل کی کلی جواب ملنے پر کھل اٹھی .... لیکن یہ جواب تو مکمل نہیں .... یہ جواب تو ادھورا ہے .... وہ کمی کیا ہے؟ .... اس کمی کو تلاش کیا جائے .... میں نے search کی کمانڈ دی .... کمپیوٹر نے جواب تلاش کرنا شروع کیا .... کچھ دیر گزر گئی .... میری بے چینی بڑھنے لگی .... کیا ذہن کا کمپیوٹر بھی اس سوال کو حل نہ کر سکے گا؟ .... اچانک روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا .... اور .... دل کی سکرین پر یہ آیت روشن ہو گئی .. ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ .... (حجرات : ۱۵)

سب عقدے کھل گئے .... سب سوالوں کا جواب مل گیا .... واقعی .... ہماری جان .... ہمارا مال تو .... اللہ کے دین کی سربلندی اور غیر اللہ کے قانون کے بجائے .... اللہ کا قانون نافذ کرنے کے لئے .... لگنی چاہئے تھی کیونکہ .... اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور مال .... جنت کے بدلے خرید لی ہے .... لیکن افسوس .... آج ہر فرد پوری دیانت داری سے یہ سمجھتا ہے کہ اس کا تو اپنا خرچ ہی پورا نہیں ہوتا .... رہی جان .... تو وہ .... بہتر سے بہتر .... روٹی' کپڑے' مکان اور منصب و شہرت کے حصول میں لگنی ہے .... افسوس ہم یہ بھول گئے کہ .... اللہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے .... جس کا رزق چاہتا ہے .... بڑھا دیتا ہے .... اور .... جس کا چاہے کم کر دیتا ہے .... افسوس! یہ حقیقت بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئی .... کہ ہمیں تو اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر .... اپنی مالی حیثیت سے قطع نظر .... اپنے ایمان کے ثبوت کے طور پر .... ہر حال میں مالی ایثار کرنا ہے .... اگر کوئی شخص دو وقت فاقے سے ہے .... اسے بھی ایک فاقہ اور کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے .... تاکہ رب کی دھرتی پر .... رب کا نظام قائم ہو سکے .... اور اگر ایسا ہوتا تو آج ہم .... نہ محکوم ہوتے .... نہ مغلوب ہوتے .... اور نہ ہی کفر کے در پر سوالی ....

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کی شب بیداری

تنظیم اسلامی کے بعض رفقاء تنظیمی و دعوتی پروگراموں میں روحانیت کی کمی محسوس کرتے ہیں جس کے ازالے کے لئے جناب محمد اشرف وصی نے نقباء تنظیم کے مشورہ سے ماہ نومبر ۹۸ء کے ماہانہ دعوتی پروگرام کے ساتھ شب بیداری منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۲۸/نومبر ۹۸ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء رفقاء و احباب کو مسجد خدام القرآن والٹن میں پونے آٹھ بجے امیر محترم کے خطاب "نجات کی راہ" کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک نئے اور منفرد انداز میں فرمایا کہ انسان کی اُخروی فلاح کو اللہ تعالیٰ نے لفظ "عبادت" میں سمو دیا ہے۔ اگر ایک مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کی اُخروی فلاح ممکن ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم بہت خوش قسمت ہوتے اگر خلافت راشدہ کے دور میں پیدا ہوئے ہوتے' جہاں ہر طرف اللہ کے دین کی حکمرانی تھی اور اسے قائم رکھنے کی ذمہ داری بھی اسلامی حکومت کی ہوتی ہے اور ہر شخص کو تقرب بالنوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم ایسے ماحول میں سانس لے رہے ہیں جس میں دنیا کے کسی حصہ پر اللہ کا دین نافذ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہمارا سب سے پہلا فرض اللہ کے دین کا نفاذ ہے اور یہ ہر مسلمان پر اسی طرح فرض ہے جیسے پنجگانہ نماز فرض ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ میں یہ بات اپنے ۳۵ سالہ مطالعہ قرآن کی روشنی میں کہہ رہا ہوں۔ اگر ہم اپنے تن' من اور دھن سے دین کے نفاذ کے لئے محنت و کوشش نہیں کرتے تو قیامت والے دن ہماری نمازیں' روزے اور حج ہمارے منہ پر دے ماریں جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنا بیشتر وقت دین کے نفاذ کی جدوجہد میں صرف کرے۔ دین کا نفاذ بغیر جماعت کے ممکن نہیں' جیسے نماز کے لئے وضو شرط لازم ہے ایسے ہی دین کے قیام کے لئے جماعت سازی لازم ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو در حقیقت ہم کفر کا ساتھ دینے والے شمار ہوں گے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں سخت وعید سنائی ہے۔ امیر محترم کے فکر انگیز خطاب کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد لاہور شرقی کے رفیق جناب رشید ارشد نے درس حدیث دیا اور حاضرین کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جناب فتح محمد قریشی نے سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج کی آیات کا درس دیا۔ جس کے بعد دعا کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اس پروگرام کے انعقاد میں جناب عبدالرزاق' عابد قریشی اور قرۃ العین کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔

(رپورٹ : وسیم احمد)

اُسرہ دیر کی ایک روزہ دعوتی سرگرمیاں

۲۱/ نومبر کو اُسرہ دیر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع بمقام مسجد بلال پٹھان کوٹ منعقد ہوا۔ جس میں جناب غلام اللہ خان حقانی مدعو تھے۔ اس پروگرام میں اُسرہ دیر سے ۹ اور اُسرہ گنوڑی کے ۴ رفقاء نے شرکت کی۔ اقامت دین کے موضوع پر مولانا نے مفصل خطاب کیا۔ مسجد ہال لوگوں سے بھر چکا تھا قریباً ۲۰۰ کے لگ بھگ لوگوں نے شرکت کی۔ اسی دوران تبلیغی جماعت کی ایک پندرہ رکنی جماعت بھی پہنچ گئی۔ نماز کے بعد ہماری اور ان کی علیحدہ علیحدہ مشاورت ہوئی۔ راقم نے تبلیغی جماعت کے امیر کے سامنے تنظیم کے اہداف پیش کئے اور اپنے پروگرام سے آگاہ کیا جس پر تبلیغی جماعت کے امیر نے خوشی سے بات مان لی اور ہمیں پروگرام پیش کرنے کو کہا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پاکستان کو غیر ایٹمی ملک دیکھنا چاہتے ہیں۔ (امریکہ)
✪ دنیا کی سپریم پاور کی یہ معصوم خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی' اِن شاءاللہ۔
☆ حکمران جاتے جاتے تیل ہی سستا کر دیں۔ (بے نظیر بھٹو)
✪ حکمران جاتے ہیں یا نہیں جاتے مگر تیل سستا کرنے کا مطالبہ لازماً پورا ہونا چاہئے۔
☆ حکمران عید کا چاند نہیں دیکھ سکیں گے۔ (حافظ حسین احمد)
✪ کونسی عید کی بات کر رہے ہیں حافظ صاحب!
☆ بھارت اور پاکستان دونوں ممالک میں غیر مہذب قوانین نافذ ہیں۔ (خشونت سنگھ)
✪ "چٹی چمڑی" والوں کے بعد کالے انگریز دونوں ممالک پر حکمران جو ہوئے۔
☆ خدمت کیٹیاں قائداعظم کے اصولوں کے منافی ہیں۔ (لاہور ہائی کورٹ)
✪ یہاں تو "گلشن" کا سارا کاروبار ہی قائد کے اصولوں کے منافی ہے۔
☆ کراچی میں بھتہ سازی اب بھی جاری ہے۔ (چوہدری شجاعت)
✪ تو پھر حکومتی ٹیم کو کراچی کے سمندر میں ڈوب مرنا چاہئے۔
☆ وزیراعظم کو ناکام کہنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ (صوبائی وزیر صنعت)
✪ اور کامیاب کہنے والے.....
☆ ہائی کورٹ کے حکم پر بھی فارن کرنسی اکاؤنٹ ہولڈرز کو پیسے نہیں دے سکتے۔ (سٹیٹ بینک)
✪ اسے کہتے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"۔
☆ طیارے میں فنی خرابی کے باعث وزیراعظم کا دورۂ کراچی عین وقت پر منسوخ۔ (ایک خبر)
✪ لگتا ہے کراچی کے امن میں "فنی خرابی" بھی اس دورہ کے التوا کا باعث بنی ہے۔
☆ بوٹوں والے ۹۹ء میں نواز شریف کو گھر بھیج دیں گے۔ (پیر پگاڑا)
✪ پیر صاحب! آپ کے ہاتھ پھر بھی کچھ نہیں آئے گا۔
☆ میری قائد بے نظیر (یعنی بے مثال) ہے۔ (حامد ناصر چٹھہ)
✪ چٹھہ صاحب سے غلطی ہو گئی ہے وہ شاید یہ کہنا چاہتے تھے کہ بے نظیر میری قائد ہے۔
☆ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کو پکڑنے کیلئے اسرائیلی اور یورپی کتوں کی خدمات حاصل کرلی گئیں۔
✪ انڈین آرمی کے ساتھ اب اسرائیلی اور یورپی "کتے" بھی ظلم ڈھانے میں شریک ہونگے۔
☆ حکومت کو دو سال پورے کرنے پر پولیو کے قطروں کی ضرورت ہے۔ (سعید منیس)
✪ حکومت کو ممکنہ معذوری سے بچانے کے لئے قائد حزب اختلاف کی تڑپ نیک شگون ہے۔
☆ سود حلال ہے یا حرام' شرعی عدالت فیصلہ دے۔ (وفاقی وزیر قانون خالد انور)
✪ اطلاعاً عرض ہے کہ شرعی عدالت اس کا فیصلہ صادر کر چکی ہے۔
☆ اسلام آباد کی اونچی عمارتیں دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔ (اصغر خان)
✪ شاید اس لئے کہ آپ کو ان عمارتوں میں جانا نصیب ہی نہیں ہوا۔

"غیر اسلامی رسومات سے نجات کا واحد ذریعہ سنت رسولؐ کی پیروی ہے"

اسلام میں شادی کو آسان بنا کر زنا کے راستوں کا سدباب کیا گیا ہے لیکن آج صورتحال اس کے برعکس ہے

گھر کی چار دیواری کے اندر اگر تقویٰ ہوگا تو وہ معاشرے میں بھی سرایت کرے گا

تنظیم اسلامی لاہور غربی کے امیر حافظ علاؤ الدین کے نکاح کے موقع پر حافظ عاکف سعید کا خطاب

مرتب : نعیم اختر عدنان

ہمارا معاشرہ بحیثیت مجموعی بے جا قسم کی رسومات اور فضول قسم کی تقریبات میں جکڑا ہوا ہے۔ رسومات و تقریبات کی اس جکڑ بندیوں کو معاشرے کے مختلف طبقات مضبوط کر رہے ہیں تو کچھ "فرزانے" ایسے بھی ہیں جو اپنے زمانے کے امام برحق بن کر حاضر و موجود رسومات کے اس طومار سے بیزار ہی نہیں بلکہ ان کا قلع قمع کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اپنی دیگر گراں قدر دینی خدمات کے ساتھ ساتھ بیس برس قبل شادی بیاہ کے ضمن میں اصلاحی تحریک کا آغاز اپنے چھوٹے بھائی ابصار احمد کی شادی سے کیا۔ ایک فرد کے عزم بالجزم سے شروع ہونے والی یہ اصلاحی تحریک ملک کے وسیع حلقے میں متعارف و معروف ہو چکی ہے۔

ڈیڑھ سال قبل میاں محمد نواز شریف نے قوم سے اپنے اولین خطاب میں بارات و ولیمہ ہر دو دعوتوں پر مکمل پابندی عائد کر کے اسے کولڈ یا ہاٹ ڈرنک تک محدود کر دیا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق حکومت جہیز پر پابندی عائد کرنے کے بارے میں بھی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے' ان تمام اقدامات سے شادی بیاہ کے ضمن میں تنظیم اسلامی کے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی برپا کردہ اصلاحی تحریک کو گویا ایک درجے میں ملک گیر پیمانے پر پذیرائی حاصل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان حکومتی اقدامات کی تائید و تحسین کی ہے تاہم ڈاکٹر صاحب کا موقف ہے کہ دعوت ولیمہ چونکہ حضورؐ کی سنت ہے اس لئے اس پر بھی پابندی عائد کرنا درست نہیں ہے' لیکن ڈاکٹر صاحب اسے ایشو بنانے کے بھی قائل نہیں کہ خواہ مخواہ حکومت کی ٹانگ کھینچی جائے۔

تنظیم اسلامی' تحریک خلافت اور انجمن خدام القرآن سے وابستہ حلقہ احباب اپنی بساط کے مطابق اس اصلاحی تحریک میں اپنا حصہ ڈالتا رہتا ہے۔ اس سلسلے کی ایک کڑی جامع القرآن' قرآن اکیڈمی لاہور میں ۹ دسمبر کو تنظیم اسلامی لاہور غربی کے امیر اور قرآن کالج کے استاد حافظ علاؤ الدین کا نکاح تھا۔ دلہا اور دلہن کے متعلقین اور عزیز و اقارب جامع القرآن کے مسجد ہال میں جمع تھے' خطبہ نکاح کا فریضہ تنظیم کے قائم مقام امیر حافظ عاکف سعید نے ادا کیا۔ انہوں نے تقریب نکاح سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم و تحریک کا حلقہ احباب کے لئے تو مسجد میں محفل نکاح کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں ہے مگر اس محفل میں بعض ایسے احباب بھی نظر آ رہے ہیں کہ جو پہلی دفعہ کسی ایسی محفل میں شریک ہوئے ہوں۔ عموماً نکاح کی تقریب ایسے ماحول میں ہوتی ہے جہاں سگریٹ کا دھواں' لوگوں کی خوش گپیاں اور بھانڈوں کی چٹکلہ بازیاں ہوتی ہیں۔ ایسے ماحول میں خطبہ نکاح کی جو ایک لحاظ سے دین کے ایک اہم شعائر کی حیثیت رکھتا ہے' توہین ہوتی ہے۔ مسجد کے بابرکت ماحول میں حضورؐ نکاح کے ہر دو فریقین کو تذکیر فرماتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی عائد کردہ تازہ پابندیوں سے قطع نظر شادی بیاہ کی رسومات اور تقریبات میں شیطان کی آنت کی طرح اضافہ ہوتا جا رہا ہے' ان رسومات کا بوجھ سفید پوش اور طبقہ غرباء پر پڑ رہا ہے جبکہ صاحب ثروت طبقہ نمود و نمائش پر مبنی ان رسومات کے ذریعے اپنی دولت مندی کا اظہار کرتا ہے۔ ان ناروا رسومات اور بے جا تقریبات کی وجہ سے جوان بیٹیاں باپ کی دہلیز پر بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ والدین خود کو گروی رکھ کر بھی اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے سے قاصر رہتے ہیں جبکہ رسومات کے اس طومار کی وجہ سے معاشرے میں تیزی سے فروغ پذیر اخلاقی برائیاں اس کے علاوہ ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ رسومات و تقریبات کے اس طوق کو جرأت و ہمت کے ساتھ اتار پھینکا جائے' اس لئے کہ حضورؐ کی آمد کے مقصد میں انسانوں کو ناروا بوجھوں سے نجات دلانا بھی شامل ہے۔ اسلام میں شادی کو آسان تر بنا کر زنا کے راستوں کا سدباب کیا گیا ہے۔ جبکہ ہم نے آج معاملہ اس کے برعکس بنا لیا ہے۔ چنانچہ اب زنا آسان اور نکاح مشکل ہو چکا ہے۔ محترم عاکف سعید نے کہا کہ جب حضورؐ کی ذات ہی کو زندگی کے تمام شعبوں میں ہمارے لئے اسوۂ کاملہ کی حیثیت حاصل ہے ہے تو شادی بیاہ کے حوالے سے بھی ہمیں آپؐ کی سنت کی پیروی کرنا ہوگی۔ اس ضمن میں تمام غیر اسلامی رسومات سے نجات کا واحد راستہ سنت و سیرت کی پیروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے سماجی نظام میں خاندان کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس اصول کے مطابق شادی کا تمام خرچ بھی لڑکے والوں کی ذمہ داری ہے۔ لڑکی والوں پر جہیز اور بارات کے کھانے کا کوئی بوجھ اسلام نے نہیں ڈالا بلکہ یہ دونوں رسومات ہندووانہ کلچر کا حصہ ہیں۔ اسلام میں نہ تو جہیز کا کوئی تصور ہے اور نہ بارات کا۔ انہوں نے ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے کہا کہ آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے چند گھریلو اشیاء فراہم کی تھیں' اسے جہیز کہنا ہی غلط ہے۔ حضورؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرپرست ہونے کی حیثیت سے کچھ سامان دیا تھا اور وہ بھی مہر کی رقم سے خریدا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ گھریلو زندگی میں تقویٰ کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اگر گھر کے اندر تقویٰ ہوگا تو اسی تقویٰ کی جھلک باہر کی فضا میں بھی نظر آئے گی۔ خطبۂ نکاح کے لئے حضورؐ کی انتخاب کردہ قرآنی آیات میں بار بار تقویٰ کی تاکید و تکرار نظر آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گھریلو زندگی میں زبان کے تقویٰ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ زبان کا تقویٰ' پہلے تولو اور پھر بولو ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حد درجہ احتیاط اور ذمہ دارانہ گفتگو کی عام زندگی کے مقابلے میں گھریلو زندگی میں کئی گنا زیاد اہمیت ہے۔ خانگی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے سے گھریلو زندگی جنت کا گہوارہ بن جاتی ہے اور یہ اجتماعی معاملات کو بھی سنوارنے کا یہ کارگر نسخہ ہے۔ دنیا و آخرت کی کامیابی صرف مسجد کے دین کو اختیار کرنے سے نہیں بلکہ پوری زندگی میں دین کو اختیار کرنے سے ملے گی۔ خطبہ نکاح کی تشریح و توضیح کے بعد جناب حافظ علاؤ الدین خان اور قرآن کالج کے ہوسٹل وارڈن جناب مسعود اقبال کی لخت جگر کے مابین رشتہ ازدواج کے قیام کے لئے ایجاب و قبول کا مرحلہ طے ہوا۔ یوں اس سادہ اور پروقار تقریب نکاح کا اختتام اذان مغرب سے چند لمحے قبل ہو گیا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 7، شمارہ 48
سالانہ زرِتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

بیرونی طاقتیں ملائشیا پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتی ہیں ○ مہاتیر

ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ بیرونی طاقتیں اپنے حواریوں کے ذریعے ملک کا کنٹرول حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ بیرونی طاقتوں کو توقع ہے کہ وہ ملائشیا کے مسلمانوں میں نفاق ڈال کر ملک کو تباہ کردیں گی۔ ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا کہ غیر ملکی طاقتیں ملائیشیا میں اپنے آلۂ کار تلاش کرنے کے بعد اپنے ایجنٹوں کو اقتدار میں لانے کا منصوبہ بنا رہی ہیں۔

اسرائیل کو سبق سکھائیں گے ○ حماس

فلسطینیوں کی اسلامی تحریک حماس نے اعلان کیا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف ایک بار پھر وسیع پیمانے پر کارروائی شروع کرے گی اور اسے سبق سکھانے کے لئے ہر جگہ بم دھماکے کر کے اسرائیل کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گی۔ اسرائیل امن سے رہنا ہی نہیں چاہتا اس لئے وہ فلسطینیوں کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیاں کر رہا ہے۔ اسرائیلی فوجی پُرامن فلسطینی مظاہرین پر وحشیانہ تشدد کر رہے ہیں اور انہیں فائرنگ کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ ہم اپنے ہم وطنوں کو اسرائیلی بھیڑیوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔

مقبوضہ کشمیر: آپریشن کے لئے اسرائیلی کتوں کی خدمات

بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں گنجان آبادی والے شہری علاقوں میں مجاہدین کو پکڑنے کے لئے اسرائیل اور یورپی ممالک سے اعلیٰ نسل کے کھوجی کتوں کی خدمات حاصل کرلیں۔ ان کتوں کو بھارت کے شہر میرٹھ کے آر سی وی سنٹر میں ایک سال کی خصوصی تربیت کے بعد مقبوضہ کشمیر لایا جا رہا ہے جہاں وہ بھارتی فوج کی ریماؤنٹ اور ویٹرنری یونٹ کے تحت کام کر رہے تھے۔

عراق: ہتھیاروں کی تلاش کا آخری راؤنڈ مکمل

اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کا ایک گروپ گزشتہ روز اپنا کام مکمل کرنے کے بعد بغداد چھوڑ گیا۔ ان معائنہ کاروں کی مرتب کردہ حتمی رپورٹ عراق پر عائد آٹھ سال پابندیاں ختم کرنے یا جاری رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرے گی۔ عراق میں مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں کی تلاش کے آخری روز ۲۵ مشتبہ مقامات پر اچانک چھاپے مارے گئے۔ بغداد میں اقوام متحدہ کے معائنہ کمیشن اور عراقی حکومت کے ترجمان نے کہا کہ یہ اچانک چھاپے معائنہ کمیشن اور بین الاقوامی اٹامک انرجی ایجنسی کی دس ٹیموں نے مارے۔ عراق کے مبینہ ہتھیاروں کی تلاش کے لئے یہ موجودہ راؤنڈ کے آخری چھاپے تھے۔

بھارت: بریلی میں تین سو دلتوں کا قبول اسلام کا فیصلہ

اتر پردیش کے ضلع بریلی میں دلت سماج سے تعلق رکھنے والے ۴۲ خاندانوں کے تقریباً ۳۰۰ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے یہ فیصلہ ضلع انتظامیہ کے ذریعہ خود کو بے گھر کئے جانے کے خوف کے خلاف کیا ہے۔ ضلع انتظامیہ نے بریلی کے سی بی گنج علاقے میں ناجائز تعمیرات کے خلاف چلائی گئی اپنی مہم میں ان لوگوں کے مکانوں کو منہدم کر کے انہیں بے گھر و بے در کر کے رکھ دیا۔ اب یہ لوگ سردی کے موسم میں کھلے آسمان کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اور اسلام کی آغوش میں پناہ کے طلبگار ہیں۔ اب تک ان لوگوں کی ملاقات شہر کے کئی علماء اور مسلم نمائندوں سے ہو چکی ہے اور وہ اس بات پر بضد ہیں کہ وہ اسلام قبول کر کے رہیں گے۔ اس بستی کے بھورن بالمیکی کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ ستایا گیا، کبھی سکون سے نہیں رہنے دیا گیا۔ بہت برداشت کرلیا، اب اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی متبادل نہیں۔

خوشخبری

سی ڈی کے بعد اب انٹرنیٹ کی دنیا میں پہلی دفعہ
اُردو میں قرآن کی مکمل آڈیو تفسیر
امیر تنظیم اسلامی وداعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ
کی آواز میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ اور تفسیر
انٹرنیٹ پر سماعت فرمائیے

www.tanzeem.org.pk

پاکستان، کینیڈا دو مقامات پر پروگرام "ہوسٹ" کیا گیا ہے
رابطہ: شعبہ سمع و بصر، قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501 فیکس: 5834000

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن کے مجوزہ پروگرام

ماہِ رمضان المبارک کے دوران حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل مقامات پر دورۂ ترجمۃ القرآن کے پروگرام منعقد ہوں گے۔ اِن شاء اللہ العزیز

شمالی تنظیم: ✪ دار القرآن، ۱/۷۔ اللہ بخش اسٹریٹ، عمردین روڈ، وسن پورہ
یہاں محترم جناب عبدالرزاق دورۂ ترجمہ قرآن کا فریضہ ادا کریں گے۔

✪ مسجد نور (اِک مینار والی) چوک گلستان کالونی مصطفیٰ آباد، لاہور
یہاں جناب اقبال حسین دورۂ ترجمہ قرآن کا فریضہ ادا کریں گے۔

✪ رہائش گاہ محمد اختر خان، ۱۵۔ گیند اسٹریٹ، تاج باغ لاہور
یہاں پروفیسر حافظ محمد اشرف دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کریں گے۔

غربی تنظیم: ✪ جامع مسجد عزیز، مین بازار، رچنا ٹاؤن، فیروز والہ
یہاں دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری حافظ علاؤالدین خان نبھائیں گے۔